فرمانِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

لا اجد احداً فضّلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدته حدّ المفتری

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

المستدرك

افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما

از افادات

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند

جگر گوشۂ مفسر اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری الازہری دام ظلہ علینا

مرتب

حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ

دار النقی

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرہ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

www.muftiakhtarrazakhan.com

افضلیت
صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما

از قلم

شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

حضرت علامہ مولانا عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
0092 303 2886671
/makhtarraza1011

ناشر
دار النقی
www.muftiakhtarrazakhan.com

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللہ

دار النقی
بیاد: رئیس المتکلمین حضرت العلام مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ
(والد ماجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ)

کتاب	:	افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما
مصنف	:	حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری
ترتیب و تقدیم	:	حضرت علامہ عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ
کمپوزنگ	:	مولانا فضل احمد اختر القادری
پروف ریڈنگ	:	علامہ یونس شاکر اختر القادری / غلام مصطفیٰ رضوی
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
صفحات	:	۴۰
طبع اول	:	۲۰۱۵ء (بریلی شریف)
طبع دوم	:	۲۰۱۶ء (کراچی)
طبع سوم	:	۲۰۲۴ء/۱۴۴۵ھ (مالیگاؤں)

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
0092 303 2886671
/makhtarraza1011

ناشر
دار النقی
www.muftiakhtarrazakhan.com

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

کچھ عرصہ پہلے انٹرنیٹ پر ایک سوال آیا، جو ’’زبدۃ التحقیق‘‘ نامی کتاب کی چند عبارتوں سے متعلق تھا، اس کتاب کو جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کے مصنف پاکستان کے کوئی سید عبدالقادر جیلانی صاحب ہیں، جو (یو کے) میں رہتے ہیں۔انہوں نے مختلف دلائل سے’’ افضلیتِ علی علی الشیخین‘‘ ثابت کرنے کی کوشش کی، جب ان دلائل کو دیکھا گیا تو سب ناکافی نظر آئے۔کتاب چوں کہ کئی سو صفحات پر مشتمل تھی اس لیے ہر ایک دلیل کا تجزیہ کرنے کے لیے کافی وقت درکار تھا، جو دیگر مصروفیات کی وجہ سے مشکل نظر آیا، اس لیے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے سوال نامے میں مذکور عبارات اور ان پر قائم کیے گئے سوالات کا علمی اور تحقیقی جواب دینے پر اور اصل مسئلہ یعنی افضلیتِ صدیقِ اکبرو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو مضبوط دلائل سے ثابت کرنے پر اکتفا فرمایا۔

مضمون کی ترتیب اس طور پر دی گئی کہ سب سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور ان کے فضائل کو بیان فرمایا گیا، پھر حضراتِ صدیقِ اکبرو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت ثابت کی گئی، اور پھر سوال نامے میں مذکور عبارات اور ان پر قائم کیے گئے سوالات کا بالترتیب جواب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ! حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے لوگوں کی ہدایت کا سبب بنائے، نیز حضور اور حضور کے شہزادۂ گرامی حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب قادری کو صحت وتندرستی عطا فرمائے، ان کے علم میں عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہم اہلِ سنت پر آپ کا سایہ تا دیر سلامت رکھے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔

عاشق حسین کشمیری غفرلہ

مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

۳؍صفر المظفر ۱۴۳۷ھ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صحابۂ کرام سے محبت:

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''ہر شخص پر واجب ہے کہ اہلِ بیتِ نبوت رضی اللہ عنہم سے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے عداوت کی وجہ سے خوارج میں سے نہ ہو جائے اس لئے کہ اس وقت اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت نفع نہ دے گی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مبغوض رکھنے میں رافضیوں میں سے نہ ہو جائے اس لئے کہ اس وقت اس کو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کام نہ دے گی۔''

کیوں نہ ہو حالاں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں، نہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت خود ان کے نفوس کی وجہ سے ہے بلکہ ان سب کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے ربط کی وجہ سے ہے تو جس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی اس پر واجب ہے کہ ان سب سے محبت کرے اور جس نے ان میں سے کسی کو مبغوض رکھا اس پر ثابت ہو گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا، تو ہم محبت میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ فرق نہیں کرتے جیسے کہ ایمان لانے میں اپنے رب کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ صلوٰت اللہ تعالیٰ علیھم اور جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے اور علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ کرے جیسے نواصب اور خوارج، اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ تو ابن ابی قحافہ سے محبت کرتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور ان کے محبوب اور ان کے صحابی سے اور جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ تو ابن ابی طالب سے محبت کرتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی اور ان کے ولی اور ان کے نائب سے اور یہی معنی مثنوی میں مولوی معنوی کے قول کا ہے۔ع

اے گرفتارِ ابوبکر و علی........ تو چہ دانی سرِ حق کہ غافلی

(المعتمد المستند، ص:۲۸۷)

صحابۂ کرام کے فضائل:

علامہ ابن حجر مکی ''الصواعق المحرقۃ'' میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہیں، محاملی، طبرانی اور حاکم نے حضرت عویمر بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے مجھے چُنا اور میرے لئے اصحاب چنے تو اللہ نے ان میں سے میرے لئے کچھ کو میرا وزیر اور دوسروں کو مددگار اور کچھ میرے سسرالی قرابت دار کیے تو جو انہیں گالی دے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اللہ قیامت کے دن ان سے فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

خطیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اللہ نے مجھے چنا اور میرے اصحاب کو چنا اور ان میں سے اللہ نے میرے لئے سسرالی رشتہ دار اور مددگار چُنے، تو جس نے ان کے معاملے میں میری حرمت محفوظ رکھی، اللہ اس کی حفاظت فرمائے گا، اور جس نے ان کے معاملے میں مجھے ایذا دی، اللہ اس کو ایذا دے گا۔''

عقیلی نے ''ضعفاء'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''اللہ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے لئے اصحاب اور سسرالی رشتہ دار چُنے، اور عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو ان کو گالی دیں گے اور ان کی شان گھٹائیں گے تو ان کے ساتھ مت بیٹھنا اور ان کے ساتھ نہ پینا نہ کھانا اور نہ ان سے شادی بیاہ کرنا۔''

بغوی، طبرانی اور ابونعیم نے ''معرفۃ'' میں اور ابنِ عساکر نے حضرت عیاض انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''میری حرمت کی حفاظت کرو، میرے اصحاب اور میرے انصار اور میرے اصہار (سسرالی رشتہ دار) صحابہ کے معاملے میں، تو جس نے ان کے معاملے میں میری حرمت محفوظ رکھی، اللہ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے اور جس نے ان کے بارے میں میری بات نہ رکھی، اللہ اسے چھوڑے اور جسے اللہ چھوڑ دے عنقریب اس کو پکڑے گا۔''

طبرانی نے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''جو انبیاء (علیہم السلام) کو گالی دے قتل کیا جائے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اس کو کوڑے لگائے جائیں۔''

دیلمی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں:

''جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔''

ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''میرے اصحاب کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنا لینا، تو جس نے ان سے محبت کی اس نے میری ہی محبت کے بدولت ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے بغض رکھا، اور جس نے انہیں ستایا تو اس نے بے شک مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جو اللہ کو ایذا دے قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑے۔''

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو دشنام دیتے ہیں تو کہو، اللہ کی لعنت تمہارے شر پر۔''

ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر جری ہیں۔''

ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''میرے صحابہ کے معاملے میں میری حرمت کی حفاظت کرو پھر ان تابعین کے بارے میں جو ان سے متصل ہیں۔''

شیرازی نے ''القاب'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''میرے صحابہ کے معاملے میں میرا پاسِ ادب رکھو، تو جو ان کے معاملے میں میرا پاسِ ادب رکھے، میں اللہ کی طرف سے اس کا محافظ ہوں اور جو ان کے معاملے میں میرے ناموس کی حفاظت نہ کرے، اللہ اس سے بری ہے اور جس سے اللہ بری ہوا عنقریب اس کو پکڑے گا۔''

خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور دارقطنی نے ''افراد'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''بے شک لوگ زیادہ ہوئے ہیں اور میرے اصحاب کم ہوئے ہیں، تو

www.muftiakhtarrazakhan.com

میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اب جو انہیں گالی دے اس پر اللہ کی لعنت۔''

حاکم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا:

''سن لو تمہارے بعد آنے والے لوگ (ثواب میں) تمہارے پیمانوں یعنی صاع اور مُد کو نہ پہنچیں گے۔''

ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریقِ مُرسل روایت کیا، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''تمہیں میرے صحابہ سے کیا کام؟ میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو (یعنی انہیں برا نہ کہو) تو مجھے اُس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں کوئی اُحد پہاڑ کے برابر راہِ خدا میں سونا خرچ کرے، ایک دن بھی کسی ایک صحابی کی نیکی کے برابر نہ پہنچے گا۔''

ائمہ احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''میرے صحابہ کو دشنام نہ دو، تو مجھے اس کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے نہ ان کے مُد کے برابر نہ ان کے آدھے مُد کے برابر پہنچے۔''

ائمہ احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''میرے صحابہ کے بارے میں کوئی مجھے دکھ نہ پہنچائے اس لئے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اپنے کاشانہ سے اس حال میں باہر آؤں کہ میرا سینہ سلامت ہو۔''(۱) (یعنی کوئی اذیت نہ ہو)

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''میری خاطر میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو رہنے دو، مجھے اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگ کوہِ اُحد کے برابر سونا خرچ کرو، ان کی نیکیوں کو نہ پہنچو گے۔''

---

(۱) ان حدیثوں میں جو مذکور ہوئیں عام صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں لب کشائی سے منع فرمایا گیا تو غیر صحابہ کے حق میں بدرجۂ اولیٰ ممانعت ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ناحق زبان کھولنے سے باز رہیں۔ ازہری غفرلہٗ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دار قطنی نے روایت کیا:

''جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں میری ناموس کی حفاظت کی حوضِ کوثر پر میرے پاس آئے گا اور جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں میرا خیال نہ رکھا حوضِ کوثر پر نہ آئے گا نہ مجھے دیکھے گا۔''

طبرانی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

''خوش خبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لئے جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا، اور مجھ پر ایمان لایا، ان کے لئے خوشی ہے اور بہتر انجام۔''

عبد بن حمید نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور ابن عسا کر نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''خوشی ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا، اور جس نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔''

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''اللہ کی لعنت ہو ان پر جو میرے صحابہ کو دشنام دے۔''

ترمذی اور ضیاء نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی زمین میں انتقال نہ کرے گا مگر اس حال میں کہ وہ قیامت کے دن اس جگہ کے باشندوں کے لئے رہنما اور نور ہو گا۔''

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''میرے صحابہ کی کہاوت ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک، کھانا بغیر نمک کے کسی قابل نہیں ہوتا۔''

احمد و مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

''ستارے آسمان کی امان ہیں، تو جب ستارے نہ رہیں گے آسمان پر وہ بلا آئے گی جس کا وعدہ کیا گیا، اور میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں تو جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے صحابہ پر وہ آئے گا جس کا انہیں وعدہ دیا گیا۔''

ترمذی اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

’’آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا جس نے ایمان کے ساتھ میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔‘‘

ترمذی اور حاکم نے روایت کیا:

’’سب سے بہتر قرن (صدی) میری قرن ہے، پھر جو اس قرن سے ملے پھر جو ان سے ملے۔‘‘

طبرانی اور حاکم نے جعدہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

’’سب سے بہتر لوگ اس قرن کے لوگ ہیں جن میں میں تشریف فرما ہوں، پھر جو ان سے ملے، اور ان کے بعد والے کم رتبہ ہیں۔‘‘

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

’’میری اُمت کے سب سے بہتر لوگ وہ قرن ہے جس میں میں مبعوث ہوا، پھر جو ان سے ملے، اس کے بعد جو ان سے ملے۔‘‘

فائدۂ حدیثیہ:

’’اذا ذکر اصحابی فأمسکوا‘‘ جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو تو اپنی زبانیں روک لو۔ اس حدیث سے جس طرح کتبِ عقائد میں مذکور کہ صحابۂ کرام کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان کے حق میں ہم پر یہ لازم ہے کہ ان میں ہم دخل نہ دیں اور خوض بے جا سے باز رہیں۔ اسی طرح حدیث پاک ہم کو ہدایت کرتی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں باہم ایسی تفضیل سے بچیں جو کسی تنقیص کی طرف مودّی ہو، یہیں سے تفضیلِ بے جا کی ممانعت نکلی اور بابِ تفضیل میں اتباعِ ہویٰ سے ممانعت ظاہر اور جب باہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اعتقادِ فضل میں یہ لازم کہ اللہ و رسول جلّ وعلا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود کی توقیف سے باہر نہ جائیں اور اتباعِ ہویٰ سے کام نہ لیں تو غیرِ صحابہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم پر تفضیل کیوں کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنقیص کی طرف مودّی نہ ہوگی اور اس سے کیوں کر ممانعت نہ ہوگی ظاہر ہے کہ یہ بھی منع ہے اور مفادِ حدیث کہ عمومِ ممانعت ہے ان سب صورتوں کو شامل ہے کہ ’’امسکوا‘‘ (اپنی زبانیں روک لو) مطلق ہے یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ کہنا کہ ’’الغرض جملہ صحابۂ کرام امتی ہیں اور اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں‘‘ اسی کے تحت مندرج ہے جس سے حدیث نے منع فرمایا، اس جملے کا مزید رد ہمارے مقالے کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرّہٗ کے ارشادات:

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد افضل الخلق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، ان کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم چوتھے خلیفہ۔

شیخین کریمین وزیرین جلیلین (حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کے افضل الخلق بعد الرُسل ہونے پر سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد کرامت مہد سے جملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع اور ان کے بعد تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور تمام اہلِ سنت کا اجماع چلا آ رہا ہے، ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی ہیں، اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ نے اپنی کتبِ مستطاب ''غایۃ التحقیق''، ''الزلال الانقی'' اور ''مطلع القمرین'' میں اس مطلب کو خوب روشن و مجلّٰی فرمایا، یہاں کچھ اقتباسات اول الذکر کتابوں کے درج ہوتے ہیں، چنانچہ ''غایۃ التحقیق'' میں ہے:

① صحیح حدیث شریف میں سیدنا و ابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحب زادہ حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہما سے مروی:

''قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ابو بکر، قلت: ثم من؟ قال: عمر''

ترجمہ: میں نے اپنے والد ماجد کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے؟ فرمایا: ''ابو بکر'' میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: ''عمر'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

② امام بخاری اپنی ''صحیح'' اور ابن ماجہ ''سنن'' میں بطریق عبد اللہ بن سلمہ امیر المؤمنین کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، کہ فرماتے تھے:

'خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابو بکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر'

ترجمہ: بہترین مردم بعد سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابو بکر ہیں اور بہترین مردم بعد ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما (ھذا حدیث ابن ماجہ)

③ امام ابن القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل البلخی ''کتاب السنۃ'' میں راوی:

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

"اخبرنا ابوبکر بن مردویه ثنا سلیمان بن احمد ثنا الحسن بن المنصور الرّمانی ثناداؤدبن معاذثناابوسلمه العتکی عبدالله ابنِ عبدالرحمٰن عن سعیدبن ابی عروبه عن منصور ابنِ المعتمر عن ابراهیم عن علقمه قال: بلغ علیّاانّ اقوامایفضّلونه علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمدالله و اثنیٰ علیه ثم قال:

یاایها الناس انه بلغنی انّ اقواما یفضّلونی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدّمت فیه لعاقبت فیه فمن سمعته بعد هذا الیوم یقول هذا هو مفتر، علیه حدّ المفتری ثم قال انّ خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر، ثم عمر، ثم الله اعلم بالخیر بعد قال: وفی المجلس الحسن بن علی، فقال:" والله لو سمّی عثمان۔"

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے، حمد وثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا:

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہتے ہیں، اس بارے میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد یعنی اسّی (۸۰) کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضلِ امت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔"

علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے۔"

④ امام دارقطنی "سنن" میں اور ابوعمرو بن عبدالبر "استیعاب" میں حکم بن جل سے راوی حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

"لا اجد احداً فضّلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته حدّ المفتری"

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحیح ہے۔"

⑤ سنن دارقطنی میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے، کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کرّم

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقربِ بارگاہ تھے، جنابِ امیر انہیں ''وہب الخیر'' فرمایا کرتے تھے، مروی:

''انہ کان یریٰ ان علیا افضل الامۃ فسمع اقواما یخا لفونہ فحزن حزنا شدیدا ،فقال لہ علی بعد ان اخذ یدہ وادخلہ بیتہ: ما احزنك یا ابا جحیفۃ؟ فذکر لہ الخبر ، فقال: الا اخبرك بخیر ھذہ الامۃ؟ خیرھا ابوبکر، ثم عمر، قال ابو جحیفۃ: فاعطیت اللہ عھدا ان لا اکتم ھذا الحدیث بعد ان شافھنی بہ علی ما بقیت''

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرّم اللہ وجہہ تمام امت سے افضل تھے انہوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا، حضرت مولیٰ علی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانۂ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی، گزارش کی، فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے، ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا، بعد اس کے کہ خود حضرت مولیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بالمشافہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

⑥ امامِ احمد مسند میں ذی الیدین رضی اللہ عنہ ابو حازم سے راوی:

''قال جاء رجل الی علی بن الحسین رضی اللہ عنہما فقال: ما کان منزلۃ ابی بکر و عمر من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال: منزلتھما الساعۃ وھما ضجیعاہ''

یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کیا تھا؟ فرمایا: جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

⑦ دارقطنی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اجمع بنو فاطمۃ رضی اللہ عنہم علی ان یقولوا فی الشیخین احسن ما یکون من القول''

یعنی اولادِ امجاد حضرت بتول زہراء صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیھا الکریم وعلیھا وعلیھم وبارک وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

''ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو۔''

⑧ امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے راوی:

''قلت لمحمد بن الحنفیه: هل كان ابو بكر اول القوم اسلاماً؟
قال: لا قلت: فبم علا ابو بكر وسبق حتیٰ لا یذ كر احد غیر ابی بكر؟
قال: لانه كان افضلهم اسلاما حین اسلم حتیٰ لحق بربه''

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟'' فرمایا: ''نہ'' میں نے کہا: ''پھر کیا بات کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے۔'' فرمایا: ''یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔''

⑨ امام ابوالحسن دارقطنی، جندب اسدی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ، امام محمد بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہلِ کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہوکر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا، امام ممدوح رضی اللہ عنہ نے میری طرف ملتفت ہوکر فرمایا:

''انظروا الیٰ اهل بلادك یسئالوننی عن ابی بكر وعمر ،لهما افضل عندی من علی''

یعنی اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کرتے ہیں، وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہہ مولیٰ علی سے افضل ہیں۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

⑩ امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ، حضرت امام اجل سید زید شہید بن امام علی سجاد زین العابدین بن امام حسین سید شہید صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدّہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفیوں سے فرمایا:

''انطلقت الخوارج فبرأت ممّن دون ابی بكر وعمر ولم یستطیعوا ان یقولو افیهما شیئا، وانطلقتم فطفرتم فوق ذالك

www.muftiakhtarrazakhan.com

فبرأتم منهما، فمن بقي؟ فوالله ما بقي احدا الا برئتم منه"

یعنی خارجیوں نے اٹھ کران سے تبریٰ کی جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کم تھے (یعنی عثمان و علی رضی اللہ عنہما) مگر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی اور تم نے اے کوفیو او پر جست کی کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے تبریٰ کی تو اب کون رہ گیا، خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تبریٰ نہ کیا ہو۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

(غاية التحقيق / از: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ/ص:٦ تا ١٠)

"الزلال الانقی" میں ہے:

انہی حضرات میں سے جنہوں نے تفضیلِ شیخین پر اجماع کی خبر دی حضرت میمون ابن مہران ہیں جو فقہائے تابعین میں شمار ہوتے ہیں، ان سے حضرت ابوبکر صدیق اور فاروقِ اعظم کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ افضل ہیں یا حضرت علی (رضی اللہ عنہم) یہ جملہ سن کر ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان کی رگیں پھڑ کنے لگیں، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ سے عصا بھی گر گیا اور فرمایا:

"میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر کسی کو فضیلت دیں گے۔ او کما قال، ابونعیم نے اسے حضرت فرات بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔"

انہی حضرات میں عالم مدینہ امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟" فرمایا:

"ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما" پھر فرمایا: "کیا اس میں شک ہے؟"

انہی حضرات میں امامِ اعظم اقدم و اعلم و اکرم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ سے اہلِ سنت و جماعت کی علامت و نشانی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو فضیلت دینا، ختنین عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔"

انہی میں عالمِ قریش روئے زمین کو علم سے بھر دینے والے سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی مطلّبی ہیں رضی اللہ عنہ، آپ نے تفضیلِ شیخین پر صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل فرمایا اور کسی اختلاف کی حکایت نہ کی۔

انہی میں امام اہلِ سنت و جماعت، صاحب حکمت یمانیہ سیدنا امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ بھی

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہیں، جیسا کہ ثقہ علمائے کرام نے ان سے اجماع نقل فرمایا۔

انہی میں امام ہمام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنھوں نے ''احیاء العلوم'' کے باب ''قواعد العقائد'' میں بزرگوں کے عقائد بیان کئے ان میں مسئلۂ تفضیل ذکر فرمایا کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم'' ذکرِ عقائد کے بعد آخر میں فرمایا:

''یہ سب وہ عقائد ہیں جن سے متعلق احادیث وارد ہیں اور جن پر آثار شاہد ہیں، تو جو شخص یقین کے ساتھ ان سب کا اعتقاد رکھے وہ اہلِ حق اور جماعتِ سنت سے ہوگا اور گمراہی کی جماعت اور بدمذہبی و بدعت کے گروہ سے جدا ہوگا۔''

اور انہی میں جبل الحفظ علامۃ الوری سیدنا ابن حجر عسقلانی، امام علام احمد بن محمد عسقلانی، مولانا الفاضل عبد الباقی زرقانی، ناظم قصیدہ بدء الامالی فاضل جلیل مولانا علی قاری وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ترجمہ الزلال الانقیٰ/ص:۲۷۶،۳۷۷)

افضلیت کے بارے میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الا فضلیة عندنا بترتیب الخلافة مع تردد فیما بین عثمان و علی رضی اللہ عنہما، وعند الشیعة وجمهور المعتزلة: الافضل علی، لنا اجمالا ان اتفاق اکثر العلماء علی ذالک یقضی بوجود دلیل لهم۔ وتفصیلا قوله تعالیٰ:

''وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ'' (الیل:۱۷،۱۸)

نزلت فی ابی بکر، والاتقیٰ اکرم وافضل۔ وقوله علیه الصلوٰة والسلام:

''اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر''

فقد امر علی بالاقتداء بهما۔ وقوله علیه الصلوٰة والسلام:

''هما سید اکهول اهل الجنة ما خلا النبیین والمرسلین'' وقوله علیه الصلوٰة والسلام: ''خیر امتی ابو بکر ثم عمر۔ الخ'' (۳/۵۱۸)

ترجمہ: ہم اہلِ سنت کے نزدیک خلفا کی افضلیت خلافت کی ترتیب کے موافق ہے ساتھ ہی حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت دائرہ میں

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تردد ہے۔(۱)

اور شیعہ اور جمہور معتزلہ کے نزدیک علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ ہی افضل ہیں، ہماری دلیل اجمالی یہ ہے کہ اکثر علما کا اس پر اتفاق قاضی ہے کہ ان کے نزدیک اس کی دلیل موجود ہے، اور تفصیلی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان:

یعنی اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔

یہ آیتِ کریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری، اور ''اتقیٰ'' سب سے بڑا پرہیزگار، سب سے زیادہ بزرگی اور فضیلت والا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان:

''ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد قائد ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما''

لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ (فرمانِ نبوی سے) اس بات پر مامور ہوئے کہ ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہما کی پیروی کریں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

''یہ دونوں ادھیڑ عمر کے جنتی لوگوں کے سردار ہیں نبیوں اور رسولوں کو چھوڑ کر'' اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں رضی اللہ عنہما ۔''

افضلیت کے بارے میں امام باجوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام باجوری رحمۃ اللہ علیہ جوہرہ کے شعر

وخیر هم من ولی الخلافة وامرهم ی الفضل کالخلافة

یعنی سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہتر وہ لوگ ہیں جو منصبِ خلافت پر فائز ہوئے اور فضیلت میں ان خلفا کا حال ترتیبِ خلافت کے موافق ہے؛ کے تحت فرماتے ہیں:

قوله : وامرهم فی الفضل کالخلافة :ای وشان الخلفاء الاربعة فی ترتیبهم فی الفضل، بمعنی کثرة الثواب، علی حسب ترتیبهم فی الخلافة عند اهل السنة، فافضلهم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم ، ویدل لذلک حدیث ابن عمر : کنا نقول ورسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یسمع :

---

(۱) یعنی کسی ایک کی دوسرے پر افضلیت متیقن نہیں ہے، لیکن بکثرت عباراتِ سابقہ نیز عباراتِ آئندہ سے اس کا خلاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ عثمانِ غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی فضیلت بھی شیخین کی طرح ترتیبِ خلافت پر ہے اور اکثر اہلِ سنت کے نزدیک شیخین کے بعد تیسرے خلیفہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، پھر چوتھے خلیفہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، نیز اسی مقالے میں خود قرطبی سے عنقریب وہ عبارت آتی ہے جو قرطبی کی اس عبارت کی صریح مخالف ہے اور تصریحِ جمہور کے موافق ہے۔ ازہری غفرلہٗ

www.muftiakhtarrazakhan.com

"خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی فلم یمعنا"

و قد قال السعد:

"علی ھذا وجدنا السلف و الخلف و الظاھر انہ لو لم یکن لھم دلیل علی ذلک لما حکموا بہ" (تحفۃ المرید/ص:۲۴۱)

یعنی خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی شانِ فضل بمعنی کثرتِ ثواب کی ترتیب میں اہلِ سنت کے نزدیک ان کی ترتیب خلافت کے موافق ہے، تو سب سے افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں، اور اس بات پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلیل ہے وہ فرماتے ہیں: ہم کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے تھے:

"اس امت میں سب سے بہتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم، تو ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ فرمایا"

اور سعد الملۃ والدین نے فرمایا:

"اسی عقیدے پر ہم نے سلف وخلف کو پایا اور یہ روشن ہے کہ اگر ان حضرات کے پاس اس عقیدے پر دلیل نہ ہوتی تو اس کا حکم نہ فرماتے۔"

زبدۃ التحقیق کی چند عبارات اور ان کا رد:

پہلی عبارت:

اخرج ابن عدی و ابن عساکر عن ابی سعید مرفوعا:

"علی خیر البریۃ" (ج:۶/ص:۵۸۹)

ترجمہ: ابن عدی و ابن عساکر نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

"علی بہترین مخلوق ہے۔"

اس جگہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے افضل کہا گیا، اس سے مراد ساری امت، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بداہتِ عقلی سے مستثنیٰ ہیں) یہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے اچھا فرمانا ایک حجتِ قویہ شرعیہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ امت کا مجموعی عقیدہ ہے، یہاں کوئی تاویل ممکن نہیں ہوگی۔ (ص:۲۵۷)

سوالات:

(۱) مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدے کو امت کا مجموعی عقیدہ قرار دینا کیسا ہے؟

(۲) جمیع امت کے مقابلے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا اور یہ کہنا کہ:

''اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں؟

دوسری عبارت:

ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ اپنی کتاب تاریخِ مدینہ دمشق ج ۴۲ ص ۳۰۷/ پر تحریر فرماتے ہیں:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مرحبا بسید المسلمین و امام المتقین''

ترجمہ: ''تمہارا آنا مبارک! اے سارے مسلمانوں کے سردار اور سارے متقیوں کے امام''

یہ حدیث مرفوع ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں کا سردار فرمانا جملہ امتِ محمدیہ میں افضلیت کی کافی دلیل نہیں ہے کیا؟ سب اتقیا کا سردار فرمانا، سب سے اکرم ہونے کی دلیل نہیں ہے کیا؟

یہاں سب اتقیا سے ''اتقیٰ'' ہونا کسی حدیث یا آیت سے استنباط نہیں کیا گیا بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرما کر صراحت فرمائی کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب اتقیا کا سردار ہو کر اکرم الامت ہیں۔ (ص ۲۶۳، ۲۶۴)

سوال: کیا اس عبارت سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مصنف کے نزدیک اگر یہ بات کسی آیت سے مستنبط ہوتی تو اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی، اس کی اہمیت اس لئے ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرما کر یہ ارشاد فرمایا: کیا یہ انداز توہینِ قرآن کے زمرے میں نہیں آتا؟

تیسری عبارت:

استاذ ابو زہرہ پروفیسر جامعہ ازہر، مصر کے بیان سے یہ بات سامنے آ گئی کہ افضلیتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ شیعہ کا منفرد عقیدہ نہ تھا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھاری تعداد (جو بنی عباس اور جملہ ہاشمیوں سے بنتی ہے جو مدینہ شریف کی غالب اکثریت بنتی ہے) افضلیتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھتی تھی جنہیں سنیت سے خارج نہ کیا گیا نہ ہی بد عقیدگی ان کی طرف منسوب کی گئی، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مسئلۂ تفضیل نا قابلِ نزاع تھا۔ (ص:۲۱۹)

www.muftiakhtarrazakhan.com

سوال: بنی عباس و بنی ہاشم سمیت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھاری تعداد کا افضلیتِ مرتضوی کے عقیدے پر کار بند ہونے کا دعویٰ کیسا ہے؟ ایسا دعویٰ کرنے والا سنی ہے یا شیعہ؟

چوتھی عبارت:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نکتہ نگاہ:

اعلیٰ حضرت فاضل رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیت کے باب میں مختلف اقوال فرمائے مگر اقوال از قسم استنباط و استدلال ہیں، مگر یہ حوالہ آپ کا بزبانِ نبوت ہے۔فتاویٰ رضویہ ج: ۲۳/ ص: ۲۳۲/ حدیث نمبر: ۸۹؛ آپ نقل فرماتے ہیں:

"اول من اشفع له یوم القیامة من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی و اتبعنی من الیمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع له اولا افضل رواه الطبرانی فی الکبیر و الدار قطنی فی الافراد و المخلص فی الفوائد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما"

ترجمہ: روزِ قیامت میں سب سے پہلے اہلِ بیت کی شفاعت فرماؤں گا پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک ہیں قریش تک، پھر انصار، پھر وہ اہلِ یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی عرب، پھر اہلِ عجم، اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے کبیر میں اور دارِ قطنی نے افراد میں اور مخلص نے فوائد میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے۔

تبصرہ: "میں پوری امت میں سب سے پہلے اپنی اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا" یہ صغریٰ ہوا "اور جس کی میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہے" یہ کبریٰ ہوا، "میری اہلِ بیت پوری امت سے افضل ہے" (یہ نتیجہ منطقیہ ہے)، اب جملہ صحابۂ کرام، خلفائے راشدین بمعہ عشرہ مبشرہ، حاضرین بدر، حاضرین احد، اہلِ بیعت رضوان، الغرض جملہ اقسام صحابۂ کرام امتی ہیں اور صرف اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں، اور اہلِ بیت جملہ اقسامِ امت سے افضل ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور ایک معنیٰ میں جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہلِ بیت میں افضلیت حاصل ہے کیوں کہ جملہ ہاشمی مع اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔ (ص: ۳۰۰، ۳۰۱)

(زبدۃ التحقیق کے مصنف نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

فتاویٰ رضویہ کے حوالے کے ساتھ زبدۃ التحقیق کے بیک ٹائٹل پر بھی شائع کی ہے۔)

سوالات:

(۱) سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ اس حدیث کا اصل مفہوم کیا ہے؟

(۲) زبدۃ التحقیق کے مصنف کے تبصرہ سے یوں لگتا ہے کہ وہ اہلِ بیت کو امتی نہیں مانتے بلکہ ان کو کوئی الگ مقام دیتے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل کیسا ہے؟

پہلی عبارت اور اس کا رد:

قولہ اخرج ابن عدی و ابن عساکر عن ابی سعید مرفوعا:

”علی خیر البریّہ“ (درمنثور: ٦/ ٥٨٩)

ترجمہ: عدی و ابن عساکر نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے:

”علی رضی اللہ عنہ بہترین مخلوق ہے۔“

اقول:

اولاً: یہ حدیث ان احادیثِ مرفوعہ کے معارض ہے جو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہیں جن سے افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ آشکار ہے ان میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبانی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ”اتقی“ و ”اعدل“ وغیرہ سننا اور ان کو مقرر رکھنا بھی شامل ہے کہ وہ سب حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہے۔

ثانیاً: یہ خود آیۂ کریمہ:

”وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی“ (الیل: ١٨)

اور اجماع کے معارض ہے جس کی رو سے ”اتقی“ کا مصداق ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ثالثاً: یہ جو کہا کہ:

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بداہتِ عقلی سے مستثنیٰ ہیں“

مستثنیٰ ہونا مسلّم، بداہتِ عقلی کا دعویٰ عجب ہے کہ مسئلہ سمعیات سے ہے نہ کہ عقلیات سے۔

رابعاً: ”خیر البریۃ“ کے عموم کا مخصوص ہونا تو آپ نے بھی مان لیا تو حدیث کا مفہوم ظنّی ٹھہرا، اور حدیث خبر آحاد ہے تو ظنّی الثبوت ہونے کے ساتھ ظنّی الدلالۃ بھی ہوئی، پھر ایسی حدیث آیت کہ قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ ہے کے معارض کیوں کر ہو سکتی ہے؟

خامساً: پہلے احادیث کثیرہ و اجماع امت سے معارضے کا جواب دے دیجئے، پھر اس سے استناد

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

کیجئے اور اگر تنہا یہ حدیث احادیثِ کثیرہ اور اجماع امت کے معارض ہے تو سبیلِ تخصیص وتاویل ہے یا اس ایک حدیث کو لے کر آیات واحادیث واجماع امت سب کورد کرنا ہے؟

سادساً: ''خیر البریہ'' کا مفہوم تو قرآنِ کریم میں بھی وارد ہوا، قال تعالیٰ:

''اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ''(البینۃ:۷)

یعنی: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔(کنز الایمان)

آیتِ کریمہ کا صریح مفاد یہ ہے کہ ''خیر البریہ'' کا مصداق قیامت تک تمام نیکوکار مسلمان ہیں۔ظاہر ہے کہ آیتِ کریمہ قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ ہے اور اس کا مفہوم عام ہے جس کا مصداق ہر نیکوکار مومن ہے،آپ کی پیش کردہ حدیث جو ظنّی الثبوت ہے اس آیتِ کریمہ کے معارض ہے،اور ظنّی قطعی کا معارض کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اگر توفیق ممکن نہ ہو تو ترجیح قطعی کو ہوگی یا ظنّی کو؟ ضرور قطعی راجح ٹھہرے گا۔

سابعاً: حدیث بر تقدیر ثبوتِ متن ضرور واجب التاویل ہے کہ اس کو اس کے ظاہری معنیٰ پر لینا متعذر رہے کہ وہ آیت کے معارض ہے،آیت کا صریح مفہوم یہ ہے کہ: ''جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔'' البتہ آیت کا مصداق اولین براہِ راست صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔لہٰذا خیر البریہ ایک مفہومِ عام ہے جو بالا ولیت صحابہ رضی اللہ عنہم پر صادق اور بالا ولیت درجہ بدرجہ سب سے اعلیٰ پر، پھر اس کے بعد جو سب سے اعلیٰ ہے،اس پر وعلیٰ ہذا القیاس جو اپنے مابعد سے فضل میں برتر ہے،اس پر صادق آتا ہے۔

آیت کے اس مفہوم کا تقاضا یہ ہے کہ ''علی خیر البریہ'' کا معنیٰ یہ لیا جائے کہ: ''علی بعض خیر البریہ'' یعنی آیتِ کریمہ میں جس گروہ کو خیر البریہ کہا گیا ازاں جملہ حضرت علی مشکل کشا بھی ہیں،اب اس صورت میں حدیث کا مفہوم آیت کے معارض نہیں رہتا بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مابعد دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل ہیں یہ نہیں کہ وہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے بعد بشمول خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں کہ یہ مذکورہ آیات واحادیث واجماع امت بلکہ خود ان ارشاداتِ مرتضوی کے معارض ہے جو مذکورہ ہوئے۔

لہٰذا یہ جو آپ نے کہا: ''علی خیر البریہ'' (علی رضی اللہ عنہ بہترین مخلوق ہے) اس جگہ جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے افضل کہا گیا،اس سے مراد ساری امت سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

اس پر آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ قرآن میں مذکور ''اتقیٰ'' کے اجماعی معنیٰ کا انکار نہیں جس کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

رو سے ''اتقی'' کے مصداق صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہم ہیں، جس کی مؤید احادیثِ کثیرہ مرفوعہ ہیں جن کی تفصیل گزری، نیز ارشاداتِ مرتضوی جس کے مصدق ہیں جو گزر رے۔

ثامناً: مسئلۂ افضلیت معتقدات سے ہے جس کے لئے بعد ثبوت نص یقینِ قاطع نافی، احتمال درکار اور آپ کی پیش کردہ روایت جو آیت کے معارض احادیثِ کثیرہ مرفوعہ کے متصادم اجماعِ امت کے منافی، جس کے ارشادات مرتضویہ خود نافی۔

اب اگر اس روایت کی سند صحیح متصل بھی ہو پھر بھی اتنے معارضات کے باوجود اس کا متن درجۂ صحت کو کیوں کر پہنچے، اور کیوں کر ثابت ہو اور پہلی منزل تو ثبوت ہے، پھر اگر کسی طرح ثبوت مان بھی لیا جائے تو قطعیت بروجہ مطلوب جو معتقدات میں درکار ہے وہ کہاں، پھر اس سے استدلال کیوں کر روا؟ اسی موقع پر علما کہتے ہیں:

''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال''

تاسعاً: جب اس روایت کا ثبوت محلِ منع میں ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ:

''یہاں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب مخلوق سے اچھا فرمانا ایک حجتِ قویہ شرعیہ ہے۔''

نامسلّم ہے، پہلی منزل دفعِ معارضہ اور روایت کا من حیث الروایۃ والدرایۃ ثابت ہونا ہے جس سے عہدہ برآ ہونا آپ کی ذمہ داری ہے، بالفرض یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے تو معتقدات میں خبر آحاد کیوں کر مقبول ہو؟ ''بالفرض'' میں نے یوں کہا کہ مسئلہ اعتقادیات کا ہے، یہاں روایت کے من حیث السند صحیح ہونے کی منزل مجتہد کے نزدیک صحت حدیث کی ہے جو یہاں متصور نہیں کہ مسئلہ اجتہادی نہیں اعتقادی ہے لہٰذا بفرض غلط اگر روایت ہر دو طور پر صحیح و ثابت بھی ہو پھر بھی خبر واحد سے اوپر ترقی نہ کرے گی اور بابِ اعتقاد میں قبول نہ ہو گی اور جب معاملہ یہ ہے تو اس سے استدلال آپ کو کیا مفید؟ آپ لکھتے ہیں:

''اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے.... الخ۔''

اقول: مذکورہ جملے سے توہین سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری طور پر مفہوم نہیں ہوتی البتہ یہ جملہ سخت ابہام وایہام رکھتا ہے، اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ پر تفضیلِ علی ساری امت کا مجموعی عقیدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی عقیدہ ہے جس پر جملہ: ''اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے'' قرینہ ہے اور یہ تکذیبِ اجماع ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف ایک غلط بات منسوب کرنا

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہے جس کو خود علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مقرر نہ رکھا اور اس کے قائل کو مفتری فرمایا اور حدِ مفتری کا سزاوار قرار دیا بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وہ بات منسوب کرنا ہے جس کی رو سے خود ان کے ارشادات بابت خلفائے ثلاثہ جھوٹے ٹھہریں تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء اور تعمّد کذب کے قبیل سے ہے، جس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وعید ارشاد فرمائی:

''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ''

اور اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ معتقدات میں کچھ ایسے معتقدات بھی ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے، امت کے لئے سبیلِ جواز ہے کہ ان اعتقادات کو نہ مانے، اس کا ثبوت بذمۂ مدعی ہے اور اس کا حاصل بھی گھما پھرا کر بعض ارشاداتِ نبوی کو رد کرنا ہے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا خفیف پہلو مضمر ہے، کیا کوئی ناصبی خارجی نہیں کہ سکتا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو اس کا عقیدہ ہے وہ امت کا مجموعی عقیدہ ہے اور جو اس کے مقابل ہے وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص عقیدہ ہے؟

عاشراً: آپ فرماتے ہیں:

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل فرمانا.....الخ''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بے شک حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ''خیر البریہ'' و ''افضل الخلق'' اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد بہترین اولین و آخرین مانا، مگر اس طور پر جس کا ذکر گزرا، جس کی رو سے فضیلت بر ترتیبِ خلافت ہے تو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بعد تمام خلق پر مرتبۂ مرتضوی بالا ہے۔

حادی عشر: آپ فرماتے ہیں:

''یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ امت کا مجموعی عقیدہ ہے۔''

اچھا ہوتا آپ اس جملے کی شرح کر دیتے، خیر اب بتائیے کہ آپ کے اس فرمانے کا کہ: ''اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت نہیں ہے'' کیا حاصل ہے؟ کیا معتقدات میں کوئی ایسا عقیدہ بھی ہے جو خاص سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ ہو اور امت کا نہ ہو؟

ثانی عشر: ''امت کا مجموعی عقیدہ ہے''

جی! اسی ترتیب پر گزری، اسی پر اجماعِ امت ہے، اس کا خلاف خرق اجماع ہے، اس کے بر

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

خلاف آپ کا دعویٰ ردِّ اجماع ہے یا کچھ اور؟ آیت کا مفاد جو مذکور ہوا اور احادیثِ مرفوعۂ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ارشاداتِ مرتضوی کا کیا جواب؟

ثالث عشر: آپ فرماتے ہیں:

"یہاں کوئی تاویل ممکن نہیں ہوگی۔"

اس پر سوال ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ آیتِ مذکورہ صاف پکار رہی ہے کہ "خیر البریہ" ایک مفہوم عام ہے، جو ہر مومن نیکوکار پر محمول ہے، اور ہر مومن نیکوکار اس مفہومِ کلی کا فرد ہے، لہٰذا یوں کہنا صحیح ہے: ابو بکر خیر البریه، عمر خیر البریه، عثمان خیر البریه، علی خیر البریه، بقیة العشرة المبشرة خیر البریه، سائر الصحابه خیر البریه رضی اللہ عنہم۔

تو آیت اور حدیث میں مقتضائے تطبیق کے بموجب حدیث کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ علی "خیر البریہ" مفہوم عام کے ایک فرد ہیں۔ اس طور پر حدیث آیتِ کریمہ کے موافق ہوئی اور وہمِ معارضہ زائل ہوا۔

اب جب کہ حدیث کا اس توجیہ و تطبیق پر یہ مفاد ٹھہرا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک فرد اس مفہومِ عام کے ہیں تو اس سے اولیت اور افضلیتِ مطلقہ کہاں سے نکلی؟ وہ شخص کہتا ہے کہ "خیر البریہ" ایک مفہومِ کلی مشکک ہے جو اولیٰ و ادنیٰ سب پر صادق آتا ہے، حدیث اس توجیہ پر اس مفہومِ کلی کا ایک فرد بانفرادہ بیان کر رہی ہے، رہی یہ بات کہ وہ فرد اس مفہوم کا مصداق اول و اولیٰ ہے یا بعض کی بہ نسبت اولیٰ ہے حدیث میں اس کا بیان نہیں، یہ بات دوسری دلیل سے ثابت ہوگی، اور اس دلیل کو دیکھا جائے گا۔

اس شخص کی یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ صحیح ہے تو حدیث "علی خیر البریہ" مفہوم آیت کا مفاد ہے اور اس کے ایک فرد کا بیان ہے جس طرح ابوبکر و عمر و عثمان و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے مصداق اور بالاولیت اس کے افراد ہیں، اسی صورت میں جب کہ بوجہ تطبیق و توفیق حدیث کا مفاد وہ ٹھہرا تو اس مفاد کو تاویل سے کیا علاقہ؟ کہ تاویل تو ظاہری معنیٰ سے پھیرنا ہے۔

رابع عشر: آپ کے طور پر یہ تاویل ہی سہی تو کیا یہ تاویل سائغ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے، اسی کو آپ نے کہا تھا کہ:

"اس میں کوئی تاویل ممکن نہیں ہوگی۔"

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

دوسری عبارت اور اس کا رد:

خامس عشر: آپ حدیث:

''مَرْحَبًا بِسَیِّدِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ''

کو درج کر کے فرماتے ہیں:

''یہ حدیث مرفوع ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں کا سردار فرمانا جملہ امتِ محمدیہ میں افضلیت کی کافی دلیل نہیں ہے کیا؟''

اس پر معروض ہے کہ آپ کے اس سوال کا جواب ہمارے سوالات جو ''سادساً'' اور ''سابعاً'' میں گزرے ان سے روشن ہے، مختصر یہ کہ پہلی منزل ثبوتِ نص کی ہے، اثباتِ حدیث محدثین کے طرز پر آپ کی ذمہ داری ہے لہٰذا معتمدین ائمۂ حدیث سے اس کا بروجہ کافی صحیح ومتصل ہونا ثابت کیجئے، پھر من حیث الدرایہ اس کی صحت اور اس کے حجت ہونے پر دلیل قائم کیجئے، برتقدیرِ ثبوت یہ خبر آحاد ہے، ادھر فضیلتِ صدیقِ اکبر پر آیت کا مفاد اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں احادیثِ مرفوعہ متواترہ اور اجماعِ امت اس کے مقابل متوافر اور ان میں سے ہر ایک نا قابلِ رد۔

سادس عشر: یہاں بھی تطبیق وتوفیق ممکن جس کی رو سے ان سب پر اور اس پر بھی عمل متیسر، تو کیا وجہ ہے کہ ایک دو آحاد کو لیجئے اور متواتر کو چھوڑ یئے، یہ اتباعِ نبی ہے یا اتباعِ ھویٰ؟

یہ تو تنزّلاً برتقدیرِ ثبوت حدیث معروض تھا اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث پر آثارِ وضع ظاہر ہیں جس سے اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے اور اس مقام پر امارت وضع آیات واحادیث واجماعِ امت کا معارض ہونا ہے اتنی بات متنِ حدیث کے غیر ثابت ہونے کے لئے کافی ہے لہٰذا سندِ حدیث اگرچہ صحیح ومتصل ہو متن باوصف معارضہ درجۂ ثبوت کو نہ پہنچے گا، پھر تاویل وتطبیق اس کے لئے کی جاتی ہے جو ثابت ہو اور جو روایۃً ودرایۃً غیر ثابت ہو وہ مستحق تاویل نہیں بلکہ رد کیا جائے گا، اسی لئے ناقدانِ حدیث میں سے ایک امامِ جلیل ناقد وبصیر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صواعقِ محرقہ'' میں تصریح کی کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

وھذا نصہ الشبھۃ الثالثۃ عشرۃ: زعموا ایضا ان من النصوص التفصیلیۃ الدالۃ علی خلافۃ علی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی:

''انت اخی ووصیّی وخلیفتی وقاضی دینی۔ ای بکسر الدال وقولہ:

انت سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین وقولہ۔: سلّموا علی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

علیّ باء مرۃ الناس۔"

وجوابھا: مرّ مبسوطا قبیل الفصل الخامس ومنہ انّ ھذہ الاحادیث کذبۃ باطلۃ موضوعۃ مفتراۃ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین، ولم یقل احد من ائمۃ الحدیث انّ شیئا من ھذہ الاکاذیب بلغ مبلغ الاحآد المطعون فیھا بل کلھم مجمعون علی انھا محض کذب وافتراء... الخ (ص۔۷۵)

آپ کی اسی "درّ منثور" میں جس کے حوالے سے آپ نے وہ حدیث درج کی، یہ روایتیں بھی تھیں:

"اخرج ابن ابی حاتم عن ابی ھریرہ قال اتعجبون من منزلۃ الملائکۃ من اللہ والذی نفسی بیدہ لمنزلۃ العبد المؤمن عنداللہ یوم القیامۃ اعظم من منزلۃ ملک واقرءوا ان شئتم:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ" (البینۃ:۷)

واخرج ابن مردویہ عن عائشۃ قالت: قلت یا رسول اللہ من اکرم الخلق علی اللہ، قال: یاعائشۃ اما تقرئین:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ" (البینۃ:۷)

واخرج ابن عساکر عن جابر بن عبداللہ قال: کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی، فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ انّ ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ" (البینۃ:۷)

فکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل علیّ قالوا اجاء خیر البریہ

واخرج ابن عدی وابن عساکر عن ابی سعید مرفوعا " علی خیر البریۃ"

واخرج ابن عدی عن ابن عباس قال لما نزلت:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ" (البینۃ:۷)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیّ: ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین

واخرج ابن مردویۃ عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الم تسمع قول

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

اللہ:

”اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ“(البینۃ:۷)

انت وشیعتک وموعدی وموعدکم الحوض اذا جیئت الامم للحساب تدعون غرّاً محجلین۔(۳۷۹/۶)

یہ روایتیں بھی مفہوم آیت کی تصدیق کررہی ہیں اور صاف بتارہی ہیں کہ 'خیر البریۃ' کا مفہوم عام ہے جس کا مصداق ہر مومن نیکوکار ہے، آپ نے ان روایتوں سے صرفِ نظر کیوں کیا، اسی ”درّ منثور“ میں جہاں ”علی خیر البریۃ“ تھا، وہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا گیا: ”انت وشیعتک“ اس دوسری روایت سے بھی آپ نے صرفِ نظر کیا حالاں کہ اس میں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی تھا، اس صرفِ نظر کی کیا وجہ ہے آپ کا وہی دعویٰ کہ:

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بداہتِ عقلی سے مستثنیٰ ہیں“ جس کی رو سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مطلقا خیر البریہ ہیں اور آپ کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت حاصل ہے شاید یہ دوسری روایت جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسروں کو شامل کیا گیا، آپ کے اس دعویٰ کے منافی تھی لہٰذا اسے بھی چھپا گئے مسئولیتِ علمی کا تقاضا تو یہ تھا کہ جو کچھ آپ کے دعویٰ کے معارض تھا اس کا جواب دیتے، پھر ”علی خیر البریۃ“ کے سببِ نزول کا لحاظ کیجئے تو اس سے وہی ثابت ہوتا ہے کہ ”علی خیر البریۃ“ آیت کے موافق اور اس کی مصدق اور مفہومِ عام کے ایک فرد کا بیان ہے اور یہ کہ آیت اپنے ظاہر پر ہے۔“

اب جو آپ نے سوال کیا کہ:

”سب اتقیاء کا سردار فرمانا سب سے اکرم ہونے کی دلیل نہیں ہے کیا؟“

ہماری تقریر اس کا جواب باصواب ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں:

”یہاں سب اتقیاء سے اتقیٰ ہونا کسی حدیث یا آیت سے استنباط نہیں کیا گیا بلکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرما کر صراحت فرمائی کہ علی مرتضیٰ سب اتقیاء کا سردار ہو کر اکرم الامت ہیں۔“

کیا فضائلِ مرتضوی، جو آیات متواترہ اور احادیثِ کثیرہ شہیرہ اور اجماعِ امت سے ثابت

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ومعروفِ خاص و عام ہیں، محتاجِ ثبوت تھے؟ پھر ان کے اثبات کے لئے یہی حدیثِ موضوع ملی؟ فضلِ علی کا انکار کون صحیح العقیدہ مسلمان کرے گا؟ اس تجاہلِ عارفانہ کا کیا علاج ہے کہ باتباع ہوئی تفضیلِ علی کے درپے ہوں اور خلفائے ثلاثہ کے بارے میں آیات واحادیثِ متواترہ وارشاداتِ ائمۂ اہلِ بیت واجماعِ امت اور خود افاضاتِ مرتضوی سب رد ٹھہریں یہ حبِّ علی کی کون سی روش ہے اور تفضیلِ علی کی کیسی ہوس ہے۔ جس کے آگے آیات واحادیث واجماعِ امت کسی کی پرواہ نہیں، ایک خبرِ واحد یا موضوع کے آگے سب رد، پھر یہ کیسا مغالطہ ہے کہ کسی حدیث یا آیت..... الخ

یہ وہی احادیثِ متواترہ اور آیات سے بے خبر بننا ہے اور اجماعِ امت کا نام بھی نہ لیا اور لیتے بھی کیسے کہ پہلے اپنے عقیدۂ مذمومہ خیالِ تفضیل کو امت کا مجموعی عقیدہ بتا چکے اور یہاں تواتر کو رد کر کے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی تفضیل کو کسی ایک حدیث یا آیت کا استنباط بتانا چاہتے ہیں، کیا اس کا صریح مفاد یہ نہیں کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی تفضیل ایک فرعی اجتہادی استنباطی مسئلہ ہے، اس کے برخلاف خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تفضیلِ علی جو آپ کا عقیدۂ مذمومہ ہے وہ امت کا مجموعی عقیدہ ہے؟ ہے اور ضرور ہے، پھر معتقدات کو فرعی اور اجتہادی مسئلہ ہونا کس نے ٹھہرایا؟ اور اجماعِ امت سے خلاف کس نے روا رکھا؟ ظاہر ہے کہ اسے کوئی روا نہ رکھے گا۔ کیا معاملہ یہ تو نہیں کہ جب اجماعِ امت کا خیال آیا اور یہ جانا کہ اس کا خلاف کسی کو منظور نہ ہوگا تو اجماعِ امت جو اُدھر تھا پلٹ کر اِدھر کر دیا۔

یہ کیسی زبردستی ہے کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا معاملہ تو استنباطی ٹھہرایا اور اس طرح اسے ایک فرعی اجتہادی مسئلہ قرار دیا تاکہ راہِ اختلاف نکلے، چلئے آپ کے طور پر یہی سہی، اب ذرا یہ تو کہئے کہ جب یہ استنباطی ٹھہرایا تو اس کا مقابل اجماعی کیسے ہوگیا؟ کیا یہ دبے لفظوں میں یہ بتانا نہیں کہ اس کو استنباطی یوں ہی کہہ دیا، حقیقتاً وہ آپ کے نزدیک استنباطی نہیں کہ آپ کے طور پر جو اجماعی ہے اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں اور مخالف کا اعتبار نہیں، جس طرح دیگر معتقدات میں مخالف کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ وہ گمراہ ٹھہرتا ہے، اب آپ کی اس تقریر کا یہ حاصل نہیں کہ آپ کا عقیدہ برحق ہے اور آپ ہی اہلِ حق ہیں اور اہلِ سنت کا عقیدہ باطل اور وہ گمراہ ومبطل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تیسری اور چوتھی عبارت اور اس کا رد:

آپ لکھتے ہیں:

”استاذ ابوزہرہ پروفیسر جامعہ ازہر مصر کے بیان سے یہ بات سامنے آگئی کہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

افضلیتِ علی مرتضیٰ کا عقیدہ شیعہ کا منفرد عقیدہ نہ تھا...الخ‘‘

یہ دعویٰ خلافِ واقع ہے، اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت نے اپنی کتاب مستطاب ’’غایۃ التحقیق‘‘ میں ائمۂ اہلِ بیتِ اطہار اور خود جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جو ارشادات درج فرمائے ان سے اس دعوے کا حال روشن ہے۔

کتابِ مستطاب سے بطورِ نمونہ چند عبارتیں صدرِ مقالہ میں گزریں، قائل کا حکم اور اس دعوے کا افتراء وخلافِ اجماع ہونا ان بیانات سے روشن ہے جو گزرے، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دَم بھرنے والے اور اس کے نشے میں احادیثِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اجماعِ مسلمین سے پھرنے والے اور خود علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے روگرداں لوگوں کے لئے ایک یہی مقرر و متواتر ارشادِ مرتضوی کافی ہے:

’’لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته حدّ المفتری‘‘

ترجمہ: میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

قائل ضرور تفضیلی گمراہ ہے جنہیں عہدِ قدیم میں شیعہ کا لقب دیا گیا۔

از ابتداء تا انتہا عقیدۂ مذمومہ کو ثابت کرنے کے درپے آں جناب اسی روش پر ہیں کہ ایک آدھ حدیث جسے اپنے مطلب کے موافق سمجھا وہی نقل کر لائے اور جانبِ مخالف میں احادیثِ متواترہ سے نظر پھیر لی، یہاں بھی ’’اراءۃ الادب لفاضل النسب‘‘ سے ایک حدیث درج کی جس کا ترجمہ یہ ہے:

’’روزِ قیامت میں سب سے پہلے اہلِ بیت کی شفاعت فرماؤں گا، پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک ہیں قریش تک، پھر انصار، پھر وہ اہلِ یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی عرب پھر اہلِ عجم اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں گا وہ افضل ہے۔‘‘

اور اس سے پہلے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قریش کے بارے میں جو حدیث درج کی اس سے آنکھیں بند کر لیں وہ حدیث یہ ہے:

’’قریش علی مقدمۃ الناس یوم القیامۃ ولو لا ان تبطر قریش لاخبرتھا بما لمحسنھا من الثواب عند اللہ۔‘‘ رواہ ابنِ عدی عن جابر رضی اللہ عنہ۔

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

یعنی قریش روزِ قیامت سب لوگوں سے آگے ہوں گے اور اگر قریش کے اِترا جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں بتا دیتا کہ ان کے نیک کے لئے اللہ کے یہاں کیا ثواب ہے۔ اس کو روایت کیا ہے ابنِ عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

اس عقیدۂ مذمومہ کے مخالف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو دلائلِ باہرہ ذکر کئے جب ان کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو یوں گویا ہوئے:

"اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیت کے باب میں مختلف اقوال فرمائے مگر اقوال از قسم استنباط و استدلال ہیں مگر یہ حوالہ آپ کا بزبانِ نبوت ہے۔" [فتاویٰ رضویہ ۲۳/۲۳۲]

کیا خلفائے ثلاثہ کے بابت کچھ بزبانِ نبوت نہیں؟ ہے ضرور ہے، اسی کتابِ مستطاب "اراءۃ الادب" میں قریش کے متعلق یہ حدیثیں بھی تھیں جن سے آپ نے صرفِ نظر کیا، فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"قریش علی مقدمۃ الناس یوم القیامۃ ولولا ان تبطر قریش لاخبرتھا بما لمحسنھا من الثواب عنداللہ۔" رواہ ابن عدی عن جابر رضی اللہ عنہ۔

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"ان لواء الحمدیوم القیامۃ بیدی وان اقرب الخلق من لوائی یومئذ العرب" رواہ الامام الترمذی الحکیم والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

کیا یہ بزبانِ نبوت نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں، پھر ان کا کیا جواب؟ کیا حسبِ سابق وہی روش چلیں گے؟ کہ ایک کو لے لیں اور تطبیق وتوفیق کی فکر نہ کریں، یہ وہی روش ہے جو شروع سے آخر تک چلی آرہی ہے یعنی کچھ کو ماننا کچھ کو نہ ماننا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ اقوال کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ:

"از قسم استنباط و استدلال ہیں۔"

یہ وہی بات ہے جو پہلے کہہ چکے کہ:

"کسی آیت یا حدیث سے استنباط نہیں کیا گیا... الخ۔"

فرق اتنا ہے کہ یہاں "استدلال" کا لفظ زیادہ کیا، اب ذرا ارشاد ہو کہ یہ اقوال جواز قبیلِ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

استنباط واستدلال ہیں، یہ آیات واحادیث کے مفاہیم ہیں یا کچھ اور؟ اگر یہ آیات واحادیث کے مفاہیم اور ان کے مظہر اور مصدق ہیں تو یہ حکم آیات واحادیث میں ہوئے۔ اب یہ مفاہیمِ حدیث اور وہ جو بزبانِ نبوت ہے حدیث ومعنیٰ حدیث ہونے میں یکساں ہیں تو یہاں کون سا تقابل ہے جو اس کے قبول کا موجب ہو اور اس کے رد کا مقتضی ہو؟ کیا کوئی مجسّم بطورِ معارضہ بالقلب یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابطال پر ائمہ نے جو اقوال پیش کئے وہ از قبیلِ استنباط واستدلال ہیں اور یہ حدیث کہ:

''عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ عزو جل قال: من عادیٰ لی ولیّا فقد بارزنی بالحرب وما تقرّب الیّ عبدی بشئی احبّ ممّا افترضت علیه وما زال یتقرّب الیّ بالنوافل حتیٰ احبّه فاذا احببته کنت سمعه الّذی یسمع به وبصره الّذی یبصر به ویده الّتی یبطش بھا ورجله الّتی یمشی علیھا ولئن سألنی عبدی اعطیته ولئن استعاذ نی لاعیذنّه وما تردّدت عن شیء انا فاعله تردّدی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مسائته'' [صحیح البخاری۔ ٦٥٠٢]

بزبانِ نبوت ہے بلکہ خود قرآن میں اللہ تعالیٰ کا بادلوں کے سائے میں آنا اور عرش پر مستوی ہونا مذکور ہے جو اس مجسّم کے طور پر بزبانِ خدا ہے۔ اور یہ اقوال ائمہ از قبیل استنباط واستدلال ہیں، پھر آپ کے نزدیک اس کا کیا جواب؟ اور جو جواب آپ دیں آپ کے استدلال کے مقابل وہی ہمارا جواب ہے۔

کیا یہ اقوال جو آپ کے بقول از قبیلِ استدلال واستنباط ہیں کسی حدیث کے معارض ہیں یا معارض نہیں؟ اور معارض ہیں تو وجہ معارضہ کیا ہے؟ توفیق وتطبیق ممکن ہے یا نہیں؟ بر تقدیرِ اول ان کے ترک پر کیا باعث اور شرع شریف سے کون سا امر انہیں چھوڑنے کا مقتضی؟ بر تقدیرِ ثانی یعنی جب توفیق وتطبیق ممکن نہ ہو تو سبیلِ ترجیح ہے، اب ظنی وقطعی، آحاد ومتواتر میں بظاہر متعارض ہیں تو ترجیح قطعی ومتواتر کو ہوگی یا ظنی وآحاد کو؟ آپ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ کو کوئی حدیث بظاہر آپ کے موافق مطلب مل جائے تو استدلال واستنباط سب رد، آپ کے بقول یہ حوالہ بزبانِ نبوت ہے اور اس کے مقابل جو کچھ ہے از قبیلِ استنباط واستدلال ہے، اب استنباط کے بابت ایک حدیث سن لیجئے جو یوں ہے:

''عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال: العلم ثلاثة فما سوی ذالک فھو فضل :آیة محکمة او سنّه قائمة او فریضة

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

عادلۃ۔‘‘ (المستدرک رقم ۸۰۶۸ والبیھقی وابنِ ماجہ، ابوداؤد والدارقطنی)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’علم تین ہیں تو جو ان کے ماسوا ہے وہ فضول ہے: محکم آیت سنتِ ثابتہ یا وہ حکم جو ان دونوں کے برابر ہو‘‘

یہ بھی بزبانِ نبوت ہے جس سے استنباط کا اعتبار ثابت ہے اسے مطلقاً رد کرنا بد مذہب غیر مقلدین کی عادت ہے اور تشہی اور اتباعِ ہویٰ کا یہی انجام ہے کہ آدمی اپنی خواہش کے مطابق کوئی حدیث یا آیت پائے اسے لے لے اور جو مخالفِ ہویٰ ہو اسے چھوڑ بیٹھے، کیا شروع سے لے کر آخر تک آپ اسی روش پر گامزن نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔

حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں:

’’میں پوری امت میں سب سے پہلے اپنی اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا‘‘

یہ صغریٰ ہوا:

’’اور جس کی میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہے۔‘‘

یہ کبریٰ ہوا:

’’میری اہلِ بیت پوری امت سے افضل ہے‘‘

یہ نتیجہ منطقیہ ہے۔

ذرا ارشاد ہو کیا یہ وہی استدلال نہیں ہے جسے ابھی آپ اور اس سے پہلے رد کر چکے اپنے جملے یاد کر لیجئے۔

’’کسی حدیث یا آیت سے استنباط نہیں کیا گیا وغیرہ‘‘

کیا اب کوئی آپ سے سیکھ کر آپ ہی کی بات دہرا نہیں سکتا کہ یہ از قسم استدلال ہے اور اسی جگہ پر اسی کتاب میں سے جو آپ نے نہ لیا یعنی قریش علی مقدمۃ وغیرہ۔ وہ حوالہ بزبانِ نبوت ہے اور اسی طرح بہت سارے حوالے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے میں بزبانِ نبوت ہیں آخر کیوں آپ انہیں پسِ پشت ڈال رہے ہیں؟ آپ کا یہ دہرا معیار ہر نظر والے کو نظر آ گیا کہ اپنے مخالف باتوں کا جواب جب بن نہ پڑا تو یہ کہہ دیا:

’’مگر اقوال از قسم استنباط واستدلال ہیں۔‘‘

پھر یہاں کیوں استنباط کا سہارا لے رہے ہیں اور کیوں اس سے صرفِ نظر کر رہے ہیں جو

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

حوالے بزبانِ نبوت ہیں؟ کیا جناب ہی کے اس طرز سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو ابھی ہم کہہ آئے یعنی اگر یہ آیات واحادیث کے مفاہیم اوران کے مظہر ومصدّق ہوئے۔

اور کیا خود آپ نے یہ نہ بتادیا کہ کبھی کسی نص کے مفہوم کے اثبات کے لئے ترتیبِ مقدمات و استدلالِ منطقی کی حاجت ہوتی ہے اور جو اس سے ثابت ہوا وہ دراصل نص سے ثابت ہوتا ہے۔

جو نتیجہ آپ نے نکالا، فضلِ اہلِ بیت حسبِ مراتب کا انکار کوئی محبِّ اہلِ بیت نہیں کرسکتا مگر یہاں یہ سوال ہے کہ صغریٰ کا ثبوت کس درجے میں ہے؟ پہلے وہ درجہ بتایئے اور یہ ثابت کیجئے کہ اس نص کے معارض کوئی نص نہیں، اور بصورتِ معارضہ کوئی نص ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو روایۃ ودرایۃ دونوں ہم پلہ ہیں یا کوئی راجح ہے اور کوئی مرجوح؟ پہلی صورت میں دونوں ساقط، تو آپ کو اس سے استدلال کیا مفید؟ اور دوسری صورت یہاں کیوں کر متصور کہ ظنّی الثبوت قطعی الثبوت سے کیوں کر راجح ہوگا؟ اور ظنّی الدلالۃ بابِ اعتقاد میں کیوں کر مقبول ہوگا؟ بالجملہ پہلی منزل صغریٰ کا اثبات بطرزِ مطلوب ضروری ہے، کیا آپ اس مرحلے سے گزر چکے؟ اور جب صغریٰ ہی ثابت نہیں تو نتیجہ کیسے نکلے گا؟ کیا کوئی یہاں یہ نہیں کہہ سکتا کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اکرمیت وافضلیت خوب روشن طور پر براہِ راست آیاتِ کریمہ سے ثابت ہے، اور اس کا کبریٰ قرآن میں منصوص ہے، جو آپ کے کبریٰ کے معارض ہے، کیا آپ نے یہ معارضہ دفع فرمایا، جب تو آپ کا کبریٰ بفرضِ غلط سلامت ہے ورنہ قرآن کا منصوص کبریٰ سلامت ہے اور اسی کو ماننے میں آپ کی سلامتی ہے، اور صغریٰ بھی قرآن میں منصوص ہے، جس کا مصداق احادیثِ متواترہ واجماعِ امت کی روشنی میں صرف اور صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جیسا کہ گزرا تو شکلِ اول سے مقدمہ یوں ہوا:

''ابوبکر اتقی الناس واتقی الناس اکرم الناس''

نتیجہ نکلا:

''ابوبکر اکرم الناس''

اس مقدمے کا رد کیا قرآن وحدیث واجماعِ امت سب کا رد نہیں۔ ہم پہلے ہی بتا چکے کہ انوکھے محقق انوکھی تحقیق سے اجماعِ مسلمین کے رد کے درپے ہیں، یہاں حدیثِ مذکور پر تبصرہ کرتے کرتے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے بابت برخلاف اہلِ سنت عقیدۂ تفضیل سے آگے بڑھ کر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں اہلِ سنت کا جو عقیدہ ہے اور ان میں باہم جو فرقِ مراتب ہے ان سب کا انکار کرتے ہیں اور حدیث کا نتیجہ یوں نکالتے ہیں،

www.muftiakhtarrazakhan.com

ناظرین سوچیں کیا یہ حدیث کا نتیجہ ہے؟ کیا یہ اتباعِ سنت ہے کہ ایک آدھ حدیث جسے اپنے مطلب کی سمجھیں لیں، اور باقی سے صرفِ نظر کریں، اب تو کھل گیا کہ تحقیق کے نشے میں اجماعِ امت کا انکار کیا ہے اور آں جناب مذہبِ اہلِ سنت سے اور سبیلِ مسلمین سے دور پڑے اور نئی تحقیق کے پیمانے میں بدمذہبی کی پرانی شراب پیش کی ہے اور تشیّع کی طرف قدم بڑھایا ہے:

''وَمَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ‘‘ [الانفال:۱۳]

اور اجماعِ امت کو رد کرنے کا یہی انجام ہے۔

کیا جناب کا یہ ارشاد کہ:

''اب جملہ صحابہ کرام، خلفائے راشدین، بمعہ عشرہ مبشرہ، حاضرینِ بدر، حاضرینِ احد، اہلِ بیعتِ رضوان الغرض جملہ اقسام صحابۂ کرام امتی ہیں۔''

اس جملے میں خلفائے راشدین وغیرہم مذکورین کا ذکر تخصیص بعد تعمیم ہے یا کچھ اور؟ اور جب تخصیص بعد تعمیم ہے تو تخصیصِ مذکورین درجہ بدرجہ مذکورہ حضرات کی فضیلت اور اس میں ترتیب و تفاوت کا جو پتہ دے رہی ہے کیا آپ ہی کے اعتراف سے ان مذکورین علیٰ وجہ الخصوص کا جملہ صحابۂ کرام سے افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا؟ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے، اب ذرا یہ ارشاد ہو کہ یہ تخصیص کس دلیل کے بموجب ہے وہ دلیل اجماعی ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا آپ ہی کے اعتراف سے ان مخصوصین کا دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہونا اجماعی امر ہوا کہ نہیں؟ تقدیرِ ثانی پر کیا دلیل ہے؟ اور جب یہ بر تقدیرِ اول یعنی جب کہ یہ اجماعی امر ہے تو اس کے معارض آپ کی پیش کردہ وہ حدیث کیسے ہو سکتی ہے؟ کہ وہ خبرِ واحد ہے اور اجماعِ متواتر کے حکم میں ہے جس کی رو سے سندِ اجماع بالفرض ہمارے اعتبار سے خبرِ واحد بھی ہو مگر اجماع جس کو تلقی بالقبول لازم ہے اس کو متواتر کے حکم میں کرتا ہے اور یہاں تو صرف اجماع ہی نہیں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فضل پر اور بحسب الخلافت ان کی ترتیب فضیلت پر تواترِ احادیث ہے پھر یہ خبرِ واحد اجماع و تواترِ احادیث کی معارض کیسے ہو سکتی ہے؟

اور آپ کا یہ قول کہ:

''صرف اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں''

جس سے آپ ان مخصوصین پر فضیلتِ اہلِ بیت بتانا چاہتے ہیں، کیوں کر صحیح ٹھہرے گا اور اس سے آپ کا یہ مقصد کیوں کر حاصل ہوگا؟ پھر اہلِ بیت میں وہ بھی ہیں جو غیر صحابی و غیر تابعی ہیں ان کی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

تفضیل ان پر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو آپ کے اس مقالے کا حاصل ہے کیا اجماع کا انکار در انکار نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔ پھر اس تناقض پر نظر کیجئے کہ خود ہی پہلے تو وہ بات کہی کہ جس سے تمام اہلِ بیت کی تفضیل ان مخصوصین جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں وغیرہم اور عموم صحابہ رضی اللہ عنہم پر نکلی پھر حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں منحصر کر دیا، چناں چہ لکھا:

''اور ایک معنیٰ میں جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہلِ بیت میں افضلیت حاصل ہے کیوں کہ جملہ ہاشمی مع اہلِ بیت رسول کے جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔''

پھر اس کا حاصل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم پر مقدم ہونا ہے اور یہ وہی فضیلت علیٰ ترتیب الخلافۃ کا انکار ہے جس کے جناب درپے ہیں اگرچہ ابھی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہہ چکے کہ:

''صحابہ کرام خلفائے راشدین...الخ''

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا استثنا نہ کیا بلکہ اہلِ سنت کی اس ترتیب کو مقرر رکھا جس کی رو سے خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں یہ بھی تناقض ہے، اس کا کیا جواب ہے اور یہاں جو دعویٰ کیا ہے یہ اہلِ سنت کا مذہب نہیں بلکہ غالی شیعہ کا عقیدہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

''الغرض جملہ اقسامِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امتی ہیں اور صرف اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں اور اہلِ بیت جملہ اقسام امت سے افضل ہیں۔''

اس جملے کا ظاہری مفاد کیا ہے؟ اور جملہ ''اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں''

کو جب جملۂ سابقہ کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو مقابل صاف ظاہر ہے اب یہ تقابل کیا معنی دیتا ہے؟ یہی نا کہ:

''الغرض جملہ اقسام صحابہ کرام امتی ہیں اور اہلِ بیت ہی اہلِ بیت ہیں''

یعنی وہ امتی نہیں۔

پہلے تو جناب نے تفضیلِ علی کے جوش میں دبے لفظوں میں اپنا فرقۂ امامیہ سے ہونا ظاہر کیا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے متعین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر مقدم سمجھتا ہے

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

جیسا کہ ''ملل و نحل'' میں ہے اور یہاں اس سے بھی تجاوز کر کے اہلِ بیت کو امتی ہونے سے نکالا، اب جب کہ اہلِ بیت امتی کے مغائر و مقابل ہیں تو ان کی حیثیت آپ کے نزدیک کیا ہے؟ کیا ان کے لئے عصمت ثابت کریں گے؟ کیا یہ ایک مرتبہ پھر شیعیت کی طرف پیش قدمی نہیں؟

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اور اہلِ بیت جملہ اقسامِ امت سے افضل ہیں۔''

اس کی رو سے غیر صحابہ کی تفضیل صحابہ پر صاف ظاہر ہے، کیا یہ آیات و احادیث و اجماعِ امت سب کا رد نہیں؟ آپ کے جملے کا مفاد یہ ہے کہ اہلِ بیت کی تفضیل اس وجہ سے ہے کہ وہ اہلِ بیت ہیں اور آپ کے جملے:

''الغرض جملہ اقسام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امتی ہیں''

کا ظاہری پہلو اس مفاد کا مؤید ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ان کی تفضیل اس وجہ سے ہے کہ وہ امتی نہیں بلکہ اہلِ بیت ہیں۔ ان کے امتی ہونے کا انکار جو آپ کے جملے کا ظاہری مفاد ہے کس دلیل پر مبنی ہے ارشاد ہو، اور کوئی دلیل نہیں قرآن و حدیث و اجماع امت کی روشنی میں اس قول کا حکم اور حکمِ قائل ارشاد ہو، آپ کے نزدیک اہلِ بیت ہونا ہی سب پر فضیلت کی وجہ سہی مگر قرآن نے فضل کی بنیاد جس بات پر رکھی اس کا بیان فضیلتِ صدیقِ اکبر کے باب میں

''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' (الحجرات:۱۳)

سے گزرا۔ نیز قرآنِ مجید فرماتا ہے:

''وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ o اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ o'' (الواقعہ:۱۰،۱۱)

ترجمہ: اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

نیز فرماتا ہے:

''وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔'' (التوبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

www.muftiakhtarrazakhan.com

ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

بغوی اور قرطبی میں ہے:

و اللفظ للقرطبی: "نصّ القرآن علی تفضیل السابقین الاولین من المهاجرین و الانصار وهم الذین صلّوا الی القبلتین فی قول سعید بن المسیّب و طائفة، وفی قول اصحاب الشافعی هم الذین شهد وا بیعة الرضوان وهی بیعة الحدیبیة وقاله الشعبی ،وعن محمد بن کعب وعطاء بن یسار: هم اهل بدر، و اتفقوا علی انّ من هاجر قبل تحویل القبلة فهو من المهاجرین الاولین من غیر خلاف بینهم۔"

و اما افضلهم فقال ابو منصور البغدادی التمیمی: "اصحابنا مجمعون علی انّ افضلهم الخلفاء الاربعة، ثم الستة الباقون الی تمام العشرة، ثم البدریون، ثم اصحاب احد، ثم اهل بیعة الرضوان بالحدیبیة"

و امّا اوّلهم اسلاما فروی مجالد عن الشعبی قال: "سألت ابن عباس من اوّل الناس اسلاما؟ قال: "ابو بکر، و: أو ما سمعت قول حسّان:

اذا تذکّرت شجواً من اخی ثقة ۔۔۔ فاذکر اخاك ابا بکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها و اعدلها ۔۔۔ بعد النبی واوفا ها بما حملا
الثانی التالی المحمود مشهده ۔۔۔ واوّل الناس منهم صدّق الرسلا

و ذکر ابو الفرج ابن الجوزی عن یوسف بن یعقوب بن الماجشون انه قال: "ادرکت ابی و شیخنا محمد بن المنکدر و ربیعة ب

بیان کی ابو الاسود نے انہوں نے فرمایا: "زبیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور جب وہ آٹھ سال کے تھے، اور روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سات سال کی عمر میں اسلام لائے اور ایک قول یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں...انتہیٰ"

آیتِ کریمہ سے مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم میں سے سابقین اوّلین کی فضیلت عبارۃ النص سے ظاہر ہے ، نیز آیتِ کریمہ جملہ صحابۂ کرام، مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی فضیلت کی متضمن ہے اور

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

مہاجرین وانصار اسمِ مشتق ہیں اور امثالِ مقام میں جب مشتق پر کوئی حکم کیا جاتا ہے عرفاً اس حکم کے لئے اس کا مبداء اشتقاق علّت ہوتا ہے، لہٰذا اس طرز سے سمجھ میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور ان کے ساتھ یا ان کی طرف ہجرت اور ان کی نصرت یہ سب اسبابِ تفضیل ہیں اور جو لوگ ان اوصاف میں سبقت کے حامل ہیں وہ سابقین اوّلین ہیں، اور دوسروں پر اس وصفِ سبقت کی وجہ سے مفضل ومقدم ہیں، اور ظاہر ہے کہ اسلام اور فضلِ صحبت اور ہجرت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب پر سبقت حاصل ہے لہٰذا وہ سابقین اوّلین کے سب سے پہلے فرد جو تمام سابقین اوّلین سے افضل، تو ان کی فضیلت غیر سابقین پر دوچند ہے۔

اہلِ بیتِ اطہار کو بھی سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت کی وجہ سے فضیلت ان کی شان کے لائق حاصل ہے جس طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے اور اس میں ان کے درجات ومراتب ہیں، ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم صحابہ اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان محبت وتکریم میں فرق کریں اور باتباعِ ہویٰ کسی کو فاضل کسی کو مفضول جانیں، جب دونوں کو نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ سب سے اوپر ہے اور ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہماری خواہش نبی علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کے تابع ہو تو ہم دونوں کے ساتھ حدِ ادب پر رہتے ہوئے بابِ تفضیل میں کتاب وسنت واجماعِ امت کے پابند ہیں اور اس معاملے کو حدِ توقیف پر رکھتے ہیں اس کے برخلاف مفضلہ کہ خارقِ اجماعِ امت ہیں۔

کیا اہلِ بیت کو افضل بتانا اسی پر موقوف ہے کہ اجماعِ امت سے صرفِ نظر اور خود ائمۂ اہلِ بیت خصوصاً ارشاداتِ مرتضوی کو پسِ پشت ڈالا جائے اور آیات واحادیث سے چشم پوشی کی جائے۔

آں جناب نے اس حدیث سے جو آپ نے ذکر کی یہ نتیجہ تو نکالا کہ:

''میری اہلِ بیت پوری امت سے افضل ہے۔''

افسوس آپ نے یہ زعم سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ٹھہرایا اور اسے ان کی طرف منسوب کر دیا اور اس کے معارض جو ارشاداتِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے سب سے بے خبر کیوں بن گئے؟

ذرا شفاعت کا لحاظ کر کے یہ تو بتایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اہلِ بیت کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں یا اہلِ بیت میں سے ایک جماعت کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

برتقدیرِ ثانی وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں یہ ارشاد ہوا کہ:

''میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے۔''

ذکرِ شفاعت کن لوگوں کا پتہ دیتا ہے ذرا:

''شفاعتی لاھل الکبائر من امتی''

یاد کر کے بتائیے، کیا ذکرِ شفاعت اس بات کا قرینہ نہیں کہ بات اہلِ بیت میں سے ان لوگوں کی ہو رہی ہے جن کی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور حدیثِ شفاعت میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما چکے کہ میری شفاعت میری امت میں سے اہلِ کبائر کے لئے ہے، تو اس ذکرِ شفاعت نے بتایا کہ یہاں بات اہلِ کبائر میں باہم تفاضل کی ہے اور ان میں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص ہیں وہ دوسروں سے افضل ہیں، کیا یہ متصور ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو قرآن کا یہ ارشاد سنائے کہ:

''اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ'' (الحجرات:۱۳)

اور جو فرمائے وہی قرآن کے ارشاد کو اور خود اپنے ارشاد کو یوں جھٹلائے:

''ایھا الناس !انّ ربّکم واحد، وانّ اباکم واحد، کلّکم لادم وادم من تراب، اکرمکم عنداللہ اتقاکم، ولیس لعربی علیٰ عجمی فضل الّا بالتقویٰ۔'' (خطبۂ حجۃ الوداع)

اہم مراجع

①	تفسیرِ قرطبی	از: امام قرطبی
②	تفسیرِ درمنثور	از: امام سیوطی
③	المعتمد المستند	از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
④	الصواعق المحرقۃ	از: امام ابنِ حجر مکی
⑤	تحفۃ المرید	از: امام باجوری
⑥	الزلال الانقی	از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
⑦	غایۃ التحقیق	از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
⑧	اراءۃ الادب	از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
⑨	زبدۃ التحقیق	از: سید عبدالقادر جیلانی

☆☆☆

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan